خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

جمعرات | 30-اکتوبر 1997ء

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون 213029

CPL 61

جلد 47-82 نمبر 241 | جمعرات 27 جمادی الثانی ـ 1418ھ 30 اخاء 1376ہش 30 اکتوبر 1997ء

جو شخص خدا کو عزت دیتا ہے خدا اسے عزت دیتا ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا در حقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اس کو چنتا ہے وہ اس کے پاس آجاتا ہے جو اس کے پاس جاتا ہے۔ جو اس کو عزت دیتا ہے۔ وہ بھی اس کو عزت دیتا ہے۔

تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اسی کی طرف آجاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا۔

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

یاد رکھو۔ ہمدردی تین قسم کی ہے۔ اول جسمانی، دوم مالی، تیسری قسم ہمدردی کی دعا ہے۔ جس میں نہ صرف زر ہوتا ہے اور نہ زور لگانا پڑتا ہے اور اس کا فیض بہت ہی وسیع ہے، کیونکہ جسمانی ہمدردی تو اس صورت میں ہی انسان کر سکتا ہے۔ جبکہ اس میں طاقت بھی ہو۔ مثلاً ایک ناتواں مجروح مسکین اگر کہیں پڑا تڑپتا ہو، تو کوئی شخص جس میں خود طاقت اور توانائی نہیں ہے، کب اس کو اٹھا کر مدد دے سکتا ہے۔ اسی طرح پر اگر کوئی بیکس و بے بس، بے سرو سامان انسان بھوک سے پریشان ہو تو جب تک مال نہ ہو۔ اس کی ہمدردی کیونکر ہو گی، مگر دعا کے ساتھ ہمدردی ایک ایسی ہمدردی ہے کہ نہ اس کے واسطے کسی مال کی ضرورت ہے اور نہ کسی طاقت کی حاجت بلکہ جب تک انسان انسان ہے، وہ دوسرے کے لئے دعا کر سکتا ہے اور اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اس ہمدردی کا فیض بہت وسیع ہے اور اگر اس ہمدردی سے انسان کام نہ لے، تو سمجھو بہت ہی بڑا بدنصیب ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 352)

محترم بریگیڈیئر (ر) وقیع الزمان خان صاحب انتقال فرما گئے

ربوہ۔ 29-اکتوبر 1997ء۔ احباب جماعت کو افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ محترم بریگیڈیئر (ر) وقیع الزمان خان صاحب مورخہ 28-اکتوبر 1997ء کو دن کے قریباً پونے ایک بجے اپنے گھر میں وفات پا گئے۔ آپکی عمر 75 سال نو ماہ تھی۔ آپ معمول کے مطابق اپنے مطالعہ کے کمرے میں کرسی پر بیٹھے کام کر رہے تھے کہ دل کی حرکت اچانک رک جانے سے آپ کی وفات ہو گئی۔ اس وقت آپ کا سر میز پر ٹکا ہوا تھا۔ گھر والوں نے آواز دی مگر آپ اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ آپ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے داماد تھے۔

اگلے روز 29-اکتوبر کو دن کے دس بجے احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں آپ کا جنازہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھایا جس کے بعد بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی قبر تیار ہونے پر دن کے گیارہ بجے محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دعا کرائی۔

محترم بریگیڈیئر صاحب کو یہ خصوصی اعزاز حاصل تھا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع جب 1984ء میں ربوہ سے لندن تشریف لے گئے تو آپ بھی حضرت صاحب کے ہمراہ کراچی سے لندن تک ساتھ گئے۔ آپ کو اہم جماعتی خدمات کی توفیق ملتی رہی 83-1982ء اور 84-1983ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر افسر خدمت خلق رہے۔ لاہور میں حلقہ شمالی چھاؤنی میں قیام کے دوران صدر حلقہ رہے۔ ماڈل ٹاؤن لاہور کے احمدیہ قبرستان کے لئے جگہ کے حصول میں آپ کو اہم خدمات کا موقع ملا۔

آپ 2-جنوری 1922ء کو قائم گنج ضلع فرخ آباد (یو-پی) میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ احمدیہ قادیان میں بطور واقف زندگی تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی تحریک پر فوج میں بطور سپاہی بھرتی ہو گئے۔ 1944ء میں آپ کو کمیشن ملا اور 30 سال فوج کی سروس کے بعد 1974ء میں آپ ریٹائر ہوئے۔ اس دوران ملک کے مختلف شہروں لاہور، سیالکوٹ، کوئٹہ، پنڈی، آزاد کشمیر وغیرہ میں تعینات رہے۔

آپ کی پہلی شادی حضرت مولانا عبد المغنی خان صاحب سابق ناظر دعوۃ ...... و وکیل التبشیر کی صاحبزادی محترمہ قانتہ صاحبہ کے ساتھ ہوئی جو ایک خورد سال بچی ساجدہ (بعد ازاں محترمہ ساجدہ اہلیہ ڈاکٹر حمید احمد خان ہارٹلے پول-برطانیہ) کو چھوڑ کر وفات پا گئیں۔ اس کے بعد آپ کی دوسری شادی حضرت صاحبزدہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی صاحبزادی محترمہ امتہ المجید صاحبہ سے ہوئی جن سے آپ کو اللہ تعالیٰ

باقی صفحہ 7 پر

سانحہ ارتحال

○ مکرم قریشی منیر احمد صاحب 61-ایڈن ولاز متصل قبرستان ماڈل ٹاؤن جی بلاک لاہور سے تحریر کرتے ہیں۔

میرے بڑے بھائی قریشی میر محمد صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئے ان کی عمر 82 سال تھی آپ پیر افتخار احمد صاحب آف لدھیانہ کے نواسے اور مکرم قریشی امیر احمد صاحب برادر زادہ حضرت امام جماعت احمدیہ الاول کے سب سے بڑے فرزند تھے۔

احباب کرام سے ان کی بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم میاں عطاء اللہ احمدی صاحب ساکن بھڑی شاہ رحمان حال 17/5 دار الرحمت غربی ربوہ مورخہ 27- اکتوبر 1997ء کو انتقال فرما گئے۔ آپ کی عمر 84 سال تھی۔ اسی روز بعد عشاء بیت ناصر (رحمت بازار) میں مکرم ملک بشارت احمد صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ جس کے بعد بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ مکرم ظفر اللہ صاحب کارکن دفتر تشخیص جائیداد کے والد محترم تھے۔ احباب کرام سے موصوف کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

تقریب شادی

○ خدا تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 25-10-97 بروز ہفتہ عزیزہ عطیۃ الجبار صاحبہ بنت مکرم مبارک احمد صاحب خالد پبلشر و مینیجر ماہنامہ خالد و تشحیذ الاذہان ربوہ کی شادی مکرم محمود احمد صاحب طلحہ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ ابن مکرم محمد سلیم صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کھرڑیانوالہ کے ساتھ انجام پائی۔ محترم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے اسی روز مبلغ -/25000 روپے حق مہر پر ان کے نکاح کا اعلان فرمایا۔

تقریب رخصتانہ 3- بجے بعد دوپہر منعقد ہوئی۔ جس میں کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت فرمائی۔ محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

احباب جماعت سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

30 اخاء 1376 ہش   30 اکتوبر 1997ء

اخلاق حقوق اور ایمان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ نے اکثر دیکھا ہو گا کہ لوگ اپنے حقوق کے لئے لڑتے ہیں۔ بعض اوقات یہ لڑائی اچھے طریق پر صلح تک منتج ہو جاتی ہے۔ دونوں فریق سمجھ لیتے ہیں کہ واقعی کس کا کیا حق ہے اور وہ اس کو ملنا چاہئے لیکن بعض اوقات یہ حقوق کی لڑائی بڑھتے بڑھتے جنگ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ ایک شخص کہتا ہے میرا یہ حق ہے میں لونگا۔ دوسرا یہ کہتا ہے تمہارا یہ حق ہے ہی نہیں اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک بات کو اپنا حق سمجھتا ہے دوسرا بھی اسے اس کا حق ہی سمجھتا ہے لیکن دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ وہ اپنے آپ کو اتنا طاقتور سمجھتا ہے کہ سوچتا ہے کہ اگر میں اس کو اس کا حق نہ دوں تو کیا حرج ہے۔ میں نہیں دیتا اس کا حق۔ تو یہ ساری باتیں حقوق کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اگر کسی سے کہا جائے تمہارا حق تو ہے لیکن اپنا حق چھوڑ دو تو بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس پر تیار ہوں۔ اپنا حق چھوڑ دینا بڑی مشکل بات ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مشکل باتیں ہی انسان کو اونچا اٹھاتی ہیں۔ آسان باتیں کرنے سے تو کسی کی بہادری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مشکل بات ہو اور آپ اس کو کر گذریں تو لوگ کہیں گے کہ واقعی یہ شخص بڑا بہادر ہے۔

پس اپنے حق کا حاصل کر لینا بھی ضروری تو ہے لیکن اس سے زیادہ ضروری یہ بات ہے کہ معاشرے میں ہم آہنگی رکھنے کے لئے اور ہر شخص کو بہتر زندگی بسر کرنے کا موقعہ دینے کے لئے، اگر کسی وقت آپ کو اپنا حق چھوڑنا پڑے تو اسے چھوڑ دیجئے آخر آپ کا اپنا حق ہے آپ چھوڑ بھی سکتے ہیں اور کسی دوسرے کا حق مارنے کی بجائے اس کا حق اسے ضرور دیں۔

حقوق کی یہ بات اکثر اس بات پر منتج ہوتی ہے کہ اپنا حق لینا بھی چاہئے اور بعض اوقات اپنا حق چھوڑنا بھی چاہئے۔ جب اپنا حق لے لیا جاتا ہے تو ٹھیک ہے اسے ہم اپنی فتح سمجھتے ہیں۔ لیکن درحقیقت فتح یہ ہے کہ جب آپ اپنا حق لے سکتے ہوں اور نہ لیں گویا کہ آپ نے دوسرے شخص پر احسان کیا کہ اپنا حق لینے سے انکار کر دیا۔ آپ جانتے تھے کہ یہ آپ کا حق ہے اور آپ لینے کی طاقت بھی رکھتے ہیں لیکن آپ نے تو نہیں لیا اور نہ لینے کی وجہ سے تمام لوگوں پر آپ نے اچھا اثر ڈالا اور جس سے آپ نے اپنا حق نہیں لیا اس پر تو بہت ہی اچھا اثر ڈالا۔ یہی وہ بات ہے جو عام طور پر لوگوں کو بدلنے میں کامیاب ثابت ہوتی ہے لوگوں کے خیالات کو بہتر بنانے میں اس بات کا بڑا دخل ہے۔ اور یہ بات بھی یاد رکھنے والی ہے کہ جہاں تک اخلاق کا تعلق ہے اخلاق اور حقوق ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ یعنی وہ اس طرح کہ بہتر اخلاق اس بات کا نام ہے کہ اپنا کبھی حق لیں اور کبھی چھوڑ بھی دیں۔ جہاں چھوڑنا مفید ہو وہاں چھوڑ دیں۔ اور جہاں لینا ضروری ہو وہاں لے بھی لیں۔ اور اخلاق کا اگر ایمان کے ساتھ موازنہ کیا جاسکے تو کہا جا سکتا ہے کہ ایمان کی پہلی منزل اخلاق ہے۔ اخلاق کے بغیر ایمان حاصل نہیں ہو سکتا۔ آپ دوسرا قدم اٹھا ہی نہیں سکتے جب تک پہلا قدم نہ اٹھالیں۔ اور پہلا قدم اخلاق ہونے کی وجہ سے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے اخلاق کو درست کریں۔ ہر وہ شخص جس کے اخلاق درست نہیں ہیں وہ ایمان کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ویسے تو کہتے ہیں کہ ایمان کافر میں بھی موجود ہوتا ہے۔ لیکن وہ اتنا کم ہوتا ہے کہ اسے کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ اسی طرح جو شخص اچھے اخلاق کا مظاہرہ نہیں کرتا ایمان تو اس میں ہو گا لیکن ہو گا اتنا کم کہ اس کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔

پس اپنے ایمان کو صحیح رنگ میں ایمان بنانے کے لئے اخلاق کو بہتر بنانا ضروری ہے۔ اگر ہمارے اخلاق بہتر ہوں تو ہم ایمان کا دوسرا قدم اٹھا سکتے ہیں۔ یوں کہہ لیجئے کہ ایمان کی منازل میں سب سے پہلی منزل اخلاق ہے۔ ہر وہ شخص جس کے اخلاق درست نہیں ہیں وہ اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ ایمان کی راہ پر قدم مار رہا ہے۔ پس آپ نے دیکھا کہ اخلاق کی کتنی ضرورت ہے۔ اخلاق کو بہتر بنانا کتنا لازمی ہے۔ اسی سے حقوق کی بحث چلتی ہے اور اسی سے ایمان کی بحث چلتی ہے ایمان تو آگے بڑھ ہی نہیں سکتا بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ اخلاق کی عدم موجودگی میں ایمان موجود ہی نہیں ہوتا۔ اور اگر موجود ہوتا ہے تو اتنی تھوڑی صورت میں کہ وہ نظر بھی نہیں آسکتا اور اس سے فائدہ بھی نہیں اٹھایا جا سکتا۔

پس اخلاق حقوق اور ایمان یہ تینوں باتیں ایک ہی ساتھ سوچنے والی ہیں اخلاق پیدا کریں۔ اچھے اخلاق۔ اخلاق میں آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ آپ حقوق لے بھی سکتے ہیں اور چھوڑ بھی سکتے ہیں۔ اور دونوں باتیں خوش دلی کے ساتھ کر سکتے ہیں اور ایمان کی دوسری منزل پر بھی پہنچ سکتے ہیں اور پھر دوسری کے بعد تیسری پر۔ ایمان کے تو اتنے درجے ہیں کہ انسان گن ہی نہیں سکتا۔ ساری عمر اس کا ایمان بڑھ سکتا ہے۔ اگر یہ کوشش نہ کی جائے کہ ایمان بڑھتا رہے تو ایمان یا ایک جگہ پر کھڑا رہے گا یا پھر گرنے لگے گا۔ کہتے ہیں نا کہ جو چلتا نہیں وہ گرتا ہے۔ پس ایمان کی منازل طے کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایمان کی راہ پر چلتے رہیں اور ایمان کی راہ پر چلتے رہنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہمارے اخلاق اچھے ہوں۔ ہم اخلاق کو بہتر سے بہتر بناتے چلے جائیں اور اخلاق کے سلسلے میں جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ہے حقوق کی بحث بھی آجاتی ہے۔ پس کبھی اپنے حقوق لینے ضروری ہوتے ہیں اور کبھی اپنے حقوق کو چھوڑ دینا بہتر ہوتا ہے۔ ان تینوں باتوں کو ایک ساتھ رکھ کے سوچنا شروع کریں تو یقیناً آپ صحیح نتائج پر پہنچ سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اپنے آپ کو بااخلاق بنا سکیں۔ اور ایمان کی منازل طے کر سکیں۔ اور جہاں تک لین دین کا تعلق ہے اپنے اخلاق اور اپنے ایمان کی وجہ سے بعض اوقات حقوق لے بھی لیں اور بعض اوقات اپنے حقوق چھوڑنے مناسب ہوں تو چھوڑ بھی دیں۔ اور حقوق چھوڑنے میں خوش دلی سے کام لیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

"اگر تم اخلاق کی درستی کرو گے اور اپنے حقوق کو دوسروں کے لئے چھوڑو گے تو دیکھو گے کہ خدا تعالیٰ کے خاص فیضان کس شان سے آتے ہیں"۔

پس ہمیں سب سے زیادہ اخلاق کی درستی کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ کیونکہ اسی سے حقوق کے معاملات طے ہوتے ہیں۔ اور اسی سے ایمان کی اگلی منزلوں پر قدم مارا جا سکتا ہے۔ اگر اخلاق نہ درست ہوں تو حقوق کا معاملہ بھی طے نہیں ہو سکتا۔ اور ایمان میں بھی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ یعنی ایمان کی اگلی منازل پر انسان قدم نہیں مار سکتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اپنے اخلاق کو بہتر سے بہتر بنا سکیں۔

کس بات کا ادراک ہے کس کا نہیں ادراک
پھولوں سے الگ ہوتے ہیں خار و خَس و خاشاک
سوچو تو اُلجھ جاتے ہیں ہر بات کے دھاگے
بِن سوچے بنا دیتے ہیں ناپاک کو بھی پاک
میں مست الست اپنے خیالوں میں مگن ہوں
پاؤں کے تلے فرشِ زمیں سر پہ ہیں افلاک

ابوالاقبال

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شمشاد احمد قمر - مبشر مجید باجوہ

ماہنامہ خالد ربوہ اگست 1997ء

سابق چیف آف ایئرسٹاف ایئرمارشل (ر)

محترم ظفر چوہدری صاحب سے ایک انٹرویو

(نوٹ:انٹرویو کے بعض اہم حصے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں)

سوال۔ سب سے پہلے تو اپنے مختصر حالات زندگی بیان فرمادیجئے؟

جواب۔ جی میں سیالکوٹ میں 1926ء میں پیدا ہوا۔ میرے والد صاحب سرکاری ملازم (جج) تھے۔ میٹرک کا امتحان میں نے دلی سے پاس کیا۔ اس کے جلد بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور یہاں سے بی۔ اے کیا۔ 1944ء میں انڈین ایئرفورس میں شامل ہوگیا۔ اور تقسیم کے وقت پاکستان آ گیا۔ (تقسیم کے جب فوجی اساسوں کی تقسیم ہوئی) اور پھر مختلف جگہوں پر رہا۔ اور بالآخر 1974ء میں میں حکومت سے کچھ اختلافات کے باعث ریٹائر ہو گیا اس وقت میں ائرفورس کا چیف تھا۔ تو مختصر حالات زندگی تو یہ ہیں۔

سوال۔ آپ نے فرمایا کہ آپ نے 1944ء میں ائرفورس کو جائن کیا اور 1947ء میں پاکستان بنا۔ تو قیام پاکستان کے وقت پاکستان کی جو فوجی پوزیشن تھی وہ کیسی تھی اور اس کے بعد ہم نے کس حد تک ترقی کی اور اس میں احمدیوں کا کیا کردار رہا ہے؟

جواب۔ تبدیلی جو بری فوج میں 'ائرفورس میں اور نیوی میں آئی ہے اس میں تو یہ ہے کہ تعداد کے لحاظ سے اور Equipment کے لحاظ سے' جنگی سامان کے لحاظ سے بہت ترقی ہوئی ہے اس میں تو کوئی شک نہیں۔ اور یہ بھی کہنا ضروری ہے کہ جو ہم خرچ کرتے ہیں افواج پر وہ جو ہم پارٹیشن کے وقت کرتے تھے اس سے سو گنا سے بھی زیادہ ہے۔ اس بات پر مزید غور ہونا چاہئے لیکن اصل میں جو ٹریجڈی ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان ادھر اپنی فوج بڑھاتا ہے تو ہم بھی بڑھا لیتے ہیں۔ پھر وہ اور بڑھاتا ہے تو ہم بھی اور بڑھا لیتے ہیں اور یہ رسہ کشی جاری ہے۔ ان کی فوج بھی بہت بڑی ہو گئی اور ان کی Equipment بھی بہت زیادہ مہنگی ہو گئی۔ لیکن ہماری اور ان کی طاقت کا تناسب جو ہے وہ وہی ہے جو تقسیم ہند کے وقت میں تھا۔ تو یہ غلطی ہے ہماری بھی اور ان کی بھی۔ اگر ہم کہتے کہ بھئی فوج اتنی رکھو جتنی اس وقت ہے تو تناسب وہی رہتا۔ اس طرح آپ کو ہندستان کا زیادہ ڈر نہ ہوتا کیونکہ تناسب تو وہی رہتا اور نہ ان کو ہم سے کوئی خوف ہوتا تو کوئی ایسا معاہدہ ہو جاتا Understanding ہو جاتی تو اس سے فوج کا خرچ کم ہو جاتا لیکن ہم یہ نہیں کرپائے۔ اگر ہم ماضی میں یہ نہیں کرپائے تو آئندہ میری نظر میں ضرور کرنا چاہئے۔ کیونکہ پاکستان کی جو معاشی حالت ہے جو غربت ہے خاص طور پر جو تعلیم کی حالت ہے اور جو صحت کی سہولتوں کی کمی ہے ان کو دور کرنا بہت لازم ہے کیونکہ کوئی ملک تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا۔ تو اگر ہمارا اتنا ہی خرچ رہا جو قرضوں کی ادائیگی پہ صرف ہو رہا ہے اور جو فوج پہ خرچ ہو رہا ہے یہ اتنا ہی رہا تو آئندہ ہماری ترقی کی راہیں مسدود ہوتی چلی جائیں گی۔ اس لئے ہندوستان سے بیٹھ کر بات کرنی چاہئے کہ بھئی جو ہمارے تنازعے ہیں وہ اپنی جگہ ہیں۔ ان کا بھی تصفیہ ہونا چاہئے ان کو بھی Settle کرنا چاہئے۔ خاص طور پر کشمیر کا معاملہ۔ لیکن یہ کہاں کی عقل کی بات ہے کہ آپ بھی خرچ بڑھاتے جائیں اور ہم بھی بڑھاتے جائیں اور اس کا نتیجہ صفر ہے۔ تناسب وہی ہے جو شروع میں تھا تو یہ بات غور طلب ہے۔

پھر آپ نے احمدیوں کی Participation کے متعلق پوچھا تو جس طرح باقی شہری اور باقی لوگ فوج میں شامل ہوتے ہیں اور ائرفورس میں شامل ہوتے ہیں اسی طرح احمدی بھی شامل ہوتے رہے ہماری ہندوستان سے 65ء میں جنگ ہوئی اس میں رن آف کچھ میں جو ہمیں فتح حاصل ہوئی اور اس میں International Observers ہیں انہوں نے بھی کہا کہ پاکستان نے ہندوستان کو Defeat کیا اس لڑائی میں۔ اگرچہ وہ ایک وسیع جنگ نہیں تھی لیکن بہرحال جنگ تھی۔ تو اس کی فتح کا سہرا ایک احمدی کے سر ہے یعنی بریگیڈئر افتخار جنجوعہ صاحب۔ اس وقت وہ بریگیڈئر تھے۔ ان کی بریگیڈ نے ہندوستان کو شکست دی۔ احمدیوں کا کردار تو شروع سے ہی چلا آیا ہے اور اس کے بعد جنجوعہ صاحب جنرل ہو گئے اور پھر 71ء کی جنگ میں ایک واحد جنرل تھے جنہوں نے ملک کی خاطر جان قربان کی وہ جنرل افتخار جنجوعہ صاحب تھے۔ ان کو دو مرتبہ دوسرا سب سے بڑا اعزاز "ہلال جرأت" دیا گیا۔ پہلے 65ء میں بھی دیا گیا اور پھر 71ء میں بھی دیا گیا۔ 65ء کی جنگ میں سب سے بڑی فتح تو چھمب جوڑیاں میں ہوئی۔ اس محاذ کے کمانڈر معلوم ہی ہے ہمارے جنرل اختر حسین ملک صاحب تھے۔ بہت ہی اعلیٰ کمانڈر سمجھے جاتے تھے۔ میں فوج میں کبھی کسی آدمی کو نہیں ملا جس نے ان کے ساتھ کام کیا ہو یا ان کے ماتحت کام کیا ہو اور وہ ان کی بے حد تعریف نہ کرتا ہو۔ باوجود تعصب کے۔ وہ واقعی بہت بڑے جرنیل تھے اس میں کوئی شک نہیں اور پھر اس کے بھائی جنرل عبدالعلی ملک صاحب پہلے وہ بریگیڈیر تھے۔ 65ء میں 71ء میں پھر وہ جنرل ہو گئے اور دونوں جنگوں میں انہوں نے بہت بہادری کا مظاہرہ کیا اور "ہلال جرأت" بھی ملا دونوں بھائیوں کو۔ اس طرح اور بہت سے احمدی ہیں۔ بری فوج میں بھی تھے اور ائرفورس میں بھی تھے مثلاً خلیفہ منیرالدین نے 65ء کی جنگ میں ملک پہ جان قربان کی۔ احمدی کسی سے پیچھے نہیں تھے دوسروں سے آگے ہی تھے۔ ہمارے خلاف صرف پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ احمدی اتنے ہی وفادار اتنے ہی Loyal اور اتنے ہی قربانی دینے والے تھے جتنے کہ دوسرے لوگ بلکہ دوسروں سے زیادہ ہی تھے کم نہیں تھے۔

سوال۔ اس ساری پروفیشنل لائف میں آپ کا کوئی ایسا واقعہ جو آپ قابل ذکر سمجھتے ہوں۔

جواب۔ واقعات تو بہت سے ہیں جنگ کے دوران کے بھی واقعات ہیں۔ میں کچھ عرصہ P.I.A میں بھی رہا ہوں۔ جب 71ء میں جنگ ہوئی ہے تو اس وقت میں ائرفورس کی ڈیوٹی پر نہیں تھا۔ اس وقت مجھے پی آئی اے میں بھیجا گیا تھا۔ جون 71ء میں میں P.I.A میں چلا گیا اور مارچ 72ء تک P.I.A میں رہا۔ تو 71ء کی جنگ میں میں ائرفورس میں نہیں تھا لیکن بہرحال میرا رابطہ تو ائرفورس سے رہتا تھا۔ مجھے علم ہے کہ جنگ میں کیا ہوا لیکن اس کے بجائے میں تو یہ بتانا چاہوں گا کہ تقسیم کے بعد سے اب تک کیا تبدیلی آئی۔ جیسا کہ آپ نے پہلے سوال کیا ہے۔ تو ایک بات تو یہ ہے کہ اس وقت جذبہ بہت تھا جو کئی سال برقرار رہا۔ ایک تو قدرتی بات تھی کہ نیا ملک تھا۔ لیکن ایک بڑی وجہ یہ تھی خاص طور پر ائرفورس میں اور فوج میں بھی ہماری لیڈرشپ بہت اچھی تھی۔ لوگ بالکل صاف ستھرے تھے ان کا کردار بلند تھا وہ کسی سے زیادتی نہیں کرتے تھے اور پروفیشنل لوگ تھے۔ انہوں نے بہت اچھی روایات قائم کیں اور ہمارے لئے نمونہ قائم کیا اور اس لئے آپ دیکھتے ہیں کہ 65ء تک ہمارا کردار بھی بہت اچھا رہا۔ آہستہ آہستہ وہ جذبہ کمزور ہوتا چلا گیا۔ ہمارا ساز و سامان تو بڑھ گیا اور طاقت (کم از کم مفروضی طاقت) تو زیادہ ہو گئی۔ لیکن اسلحہ خود بخود تو نہیں کام کر سکتا اس کے لئے بہرحال انسانوں کی ضرورت ہوتی ہے جن کو پوری ٹریننگ ملے اور جن میں پورا جذبہ ہو وہی کام کر سکتے ہیں۔ صرف جذبہ بھی کافی نہیں اور صرف ٹریننگ بھی کافی نہیں دونوں چیزیں ہونی چاہئیں اور پھر ٹھیک قسم کی لیڈرشپ ہونی چاہئے۔ تو اس وقت یہ چیز زیادہ تھی اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ یہ چیز کم ہو گئی ہے جو ہمارے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے ملک میں آپ دیکھتے ہی ہیں کہ تقسیم کی طرف رجحان ہے۔ لسانی تقسیم ہے 'فرقہ وارانہ تقسیم ہے' پھر یہ جسے ہماری Ethnic تقسیم کہا جاتا ہے۔ جغرافیائی تقسیم ہے اس کی طرف زیادہ زور ہے اور یکجہتی کی طرف توجہ کم ہے۔ منہ سے باتیں تو ہم بہت کرتے ہیں لیکن اس پہ عمل نہیں ہے۔

سوال۔ آپ کی ریٹائرمنٹ جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ حکومت سے اختلاف کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اس پر آپ کچھ روشنی ڈالیں گے کہ اختلاف کیا تھا؟

جواب۔ جی میں کچھ مختصراً بتا دیتا ہوں کہ آپ کو یاد ہو گا کہ بھٹو صاحب کے دور میں ایک Conspiracy (سازش) ہوئی تھی۔ جس کے نتیجے میں فوج میں کورٹ مارشل ہوئے تھے۔ کچھ لوگوں کو اس میں سزا ہوئی تھی اور کچھ لوگوں کے بارے میں گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کو ریٹائر کر دیا جائے۔ یہ سفارش تو ائرفورس نے کی تھی لیکن فیصلہ گورنمنٹ نے کیا۔ ائرفورس کو خود اختیار نہیں ہے اس طرح ریٹائر کرنے کا تو حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ ان لوگوں کو ریٹائر کر دیا جائے جس سے مجھے مکمل اتفاق تھا۔ اور یوں اس فیصلے پر عملدرآمد ہو گیا۔ پھر اسلامک سمٹ (کانفرنس) ہوا لاہور میں اور اس کے فوراً بعد گورنمنٹ نے کہا کہ ہم اس فیصلہ پر نظرثانی کرنا چاہتے ہیں تو اس وقت تو مجھے علم نہیں تھا کہ کیا بات ہے۔ مجھے یہ بات بڑی عجیب معلوم ہوئی کیونکہ اس کیس کے تمام پہلوؤں پر اچھی طرح غور کرنے کے بعد حکومت نے یہ فیصلہ کیا اور اب یہ اس پر نظرثانی کر رہے ہیں۔ بھٹو صاحب نے مجھے کہا کہ ان میں سے کچھ آدمیوں کو ہم واپس لینا چاہتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ یہ تو بہت عجیب بات ہے۔ اگر تو وہ فیصلہ جو ہم نے کیا تھا وہ غلط تھا تو پھر سب کو واپس لینا چاہئے۔ لیکن اصول کی بات تو یہ ہے اور اگر وہ فیصلہ صحیح تھا تو پھر کسی کو بھی واپس نہیں لیا جانا چاہئے۔ تو انہوں نے کہا کہ بھئی میں سیاسی آدمی ہوں۔ دیکھئے ناں! کوئی سیاسی دباؤ بھی ہوتا ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے آپ سیاسی آدمی ہیں۔ میرے نزدیک بات صحیح ہے یا غلط اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ صریحاً غلط ہے اور میں اس میں شامل نہیں ہو سکتا آپ کے ساتھ۔ تو اگر آپ یہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اختیار ہے۔ آپ حاکم ہیں لیکن یہ کرنے سے پہلے مجھے فارغ کر دیں کیونکہ میں اس میں شامل نہیں ہو سکتا۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا آپ کو واقعی اس پر اتنا اصرار ہے اور آپ اتنا Seriously (سنجیدگی سے) اس بات کو لیتے ہیں؟

Do you feel so strongly about it?

میں نے کہا جی بالکل۔ کیونکہ یہ اصول کی بات ہے اور اگر میں اس غلط کام میں شامل ہو گیا تو میرا نفس مجھے ملامت کرے گا۔ اس لئے میں اس میں آپ کے ساتھ شامل نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ تو میں اس پر ریٹائر ہو گیا۔ لیکن بعد کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہانہ بنایا گیا تھا۔ اصل میں اسلامک سمٹ (کانفرنس) کے دوران کچھ اور فیصلہ ہو چکا تھا اس لئے ان کو یہ سوٹ (Suit) کرتا تھا کہ لوگوں میں احمدیوں اور جماعت احمدیہ کے خلاف پراپیگنڈہ کرنے میں اس بات سے مدد ملے گی کہ میری ریٹائرمنٹ کے بعد میرے خلاف کچھ الزامات لگائے جائیں کہ اس نے یہ کام غلط کیا وہ غلط کیا کیونکہ اگر میں ائرفورس میں رہتا تو پھر تو میرے خلاف الزام لگانے

ایک اچھی بات

جب اللہ تعالیٰ کا فضل قریب آتا ہے تو وہ دعا کی قبولیت کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے دل میں ایک رقت اور سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشکل ہوتے۔ یعنی یہ حالات پیدا کر کے مجھے کونے میں دھکیل دیا جائے جہاں میں خود کہوں کہ مجھے ریٹائر کر دیا جائے یہ تو ان کی مہربانی تھی ورنہ وہ چاہتے تو مجھے ڈس مس (Dismiss) بھی کر سکتے تھے۔ میں نے کہا خیر۔ پھر انہوں نے مجھ پر الزام لگائے کہ لوگوں کو بغیر اتھارٹی کے ریٹائر کر دیا گیا تھا۔ یہ تو بالکل جھوٹ اور فریب تھا۔ بات ہی بالکل غلط تھی لیکن اس سے لوگوں کے ذہنوں میں اس بات کو راسخ کرنے میں مدد ملی کہ احمدی لوگ گڑبڑ بھی کرتے ہیں جو بالکل غلط اور فریب تھا۔

لیکن میں خوش ہوں کہ میں نے خود ان سے کہا کہ میں جانا چاہتا ہوں۔

سوال:۔ کشمیر تقسیم ہندوستان سے اب تک ایک بہت ہی اہم مسئلہ رہا ہے۔ اس کی اہمیت اور اس کے حل کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب۔ کشمیر ضرور اہم ہے اور کشمیر کے مہارجہ کو ہرگز یہ اختیار حاصل نہیں تھا کہ وہ ہندوستان سے الحاق کرتا۔ کیونکہ تقسیم ہندوستان کے وقت صاف طور پر یہ کہا گیا تھا کہ ریاستوں کے فرمانروا اپنے عوام سے رائے معلوم کرکے پھر فیصلہ کریں کہ انہوں نے ہندوستان میں شامل ہونا ہے یا پاکستان میں یہ معاملہ صرف پاکستان یا ہندوستان کا ہی نہیں ہے بلکہ معاملہ کشمیریوں کا ہے ان کا جو حق خود ارادیت ہے وہ ان سے چھینا نہیں جا سکتا یہ فیصلہ انہیں کرنا ہے اگر شروع میں تقسیم ہند کے فوراً بعد رائے شماری ہوتی تو سو فیصدی لوگ پاکستان کے حق میں ووٹ دیتے۔ اگر سو فیصدی نہیں تو اس کے قریب قریب۔ لیکن اب ہم نے جو پچھلے پچاس سال میں پاکستان کی گت بنا دی ہے اور بہت سے غلط باتیں رائج کر دی ہیں ان کو دیکھتے ہوئے اگر کشمیری آج یہ کہیں کہ اب ہم پاکستان کے ساتھ نہیں ملنا چاہتے ہم اپنا الگ ملک بنانا چاہتے ہیں تو آپ انہیں کیسے روک سکتے ہیں یہ میں نہیں کہتا کہ وہ یہ کہیں گے لیکن ممکن ہے کچھ عناصر ایسے ہیں جو اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ یہ قدرتی بات ہے کہ اگر ہمارا ملک ترقی کرے تو یقیناً وہ ہمارے ساتھ شامل ہونا پسند کریں گے۔ ہندوستان کے ساتھ تو بہرحال وہ شامل ہونا نہیں چاہتے۔ یہ بات تو ظاہر و باہر ہے ہندوستان نے تو پچھلے کئی سالوں میں انہیں مار مار کے ان کا برا حال کر دیا ہے پھر بھی وہ ان سے منوا نہیں سکے کہ وہ ہندوستان میں شامل ہونا چاہیں گے تو دو ہی صورتیں رہ جاتی ہیں یا تو ہمارے ساتھ شامل ہوں اور اکثر حصہ کشمیر کا یہی چاہے گا۔ ممکن ہے کچھ چھوٹا موٹا حصہ ایسا بھی ہو (جہاں ہندو زیادہ ہیں) جو ہندوستان میں شامل ہونا چاہے لیکن اگر وہ اس بات پر مصر ہوں کہ صاحب ہم آپ کے ساتھ بھی شامل نہیں ہونا چاہتے اور ہندوستان کے ساتھ بھی نہیں تو پھر آپ ان کو کیسے روک سکتے ہیں۔ جہاں تک خود ارادیت کے حق کا تعلق ہے وہ تو بہرحال انہیں میسر ہونا چاہئے۔ اس کے بعد وہ جو فیصلہ کریں ہمیں تسلیم کرنا چاہئے۔ میرا خیال تو یہی ہے اور اگر ہمارے ملک کے حالات ٹھیک ہوں تو جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے یہ قدرتی بات ہے کہ وہ ہمارے ساتھ شامل ہونا پسند کریں گے۔

یہاں دیکھ لیجئے پاکستان میں کتنے کشمیری ہیں ان میں کوئی تفرقہ نہیں ہے وہ بالکل ہمارے بھائی ہیں پنجاب میں بھی ہیں اور دوسرے صوبوں میں بھی ہیں۔

سوال۔ کشمیر کی بات چلی ہے تو اسی حوالے سے ایک بات اور پوچھنا چاہوں گا۔ ایک بات تو واضح ہے اور مخالفین بھی جانتے ہیں کہ ہم نے ملکی قواعد و ضوابط کے خلاف کبھی کوئی قدم نہیں اٹھایا لیکن پھر بھی بعض لوگ محض تعصب سے یہ الزام لگاتے ہیں کہ احمدیوں نے جان بوجھ کر کشمیر کے مسئلے کو الجھایا ہے۔ اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب۔ اس سے بڑا جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ ہم تو پارٹیشن سے پہلے بھی کشمیر کی آزادی کے لئے کام کرتے رہے۔ میں ابھی بچہ تھا تو اس وقت (جماعت کی طرف سے) کشمیر فنڈ شروع کیا گیا اور پھر حضرت (امام جماعت الثانی) کشمیر کمیٹی کے صدر رہے اور خود علامہ اقبال نے آپ کا نام تجویز کیا تھا۔ یہ سب باتیں تو تاریخ میں محفوظ ہیں۔ پھر چوہدری سر ظفراللہ خان صاحب نے کشمیر کے لئے جو United Nations میں خدمات انجام دی ہیں ان کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ تو یہ تو جھوٹ اور فریب ہے۔ جتنا کام ہمارے سرکردہ لوگوں نے کشمیر کے لئے کیا دوسروں نے اتنا نہیں کیا۔ احمدیوں نے ہرگز کوئی مسئلہ نہیں الجھایا۔ احمدیوں سے مراد پوری جماعت نہیں بلکہ مراد وہی لوگ ہیں جن کو کوئی خاص ذمہ داری سونپی جائے۔ تو انہوں نے ہرگز ایسا کوئی کام نہیں کیا بلکہ ہمیشہ یہی کوشش کی کہ کشمیری پاکستان میں شامل ہوں وہ ہمارے بھائی ہیں شروع سے یہی صورت رہی۔ وہاں کی اکثر رعایا مسلمان ہے۔ ہندو مہاراجہ وہاں ظلم کرتا تھا ہماری جماعت کی ان کے ساتھ شروع سے ہمدردی رہی ہے اس میں تو کوئی کلام ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ تو بالکل غلط اور جھوٹا الزام ہے۔ یہ تو ویسا ہی ہے جیسے کہا جائے کہ اتنے سو احمدی پائلٹ اسرائیل میں چلے گئے اور وہاں اسرائیل کی طرف سے لڑ رہے ہیں۔ جب میں ائرفورس میں تھا اس وقت بھی ایسی احمقانہ اور غلط باتیں کی جاتی تھیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ احمدی اسرائیل کے ساتھ ملے ہوئے ہیں ان کے وہاں مشن قائم ہیں۔ حالانکہ یہ مشن اسرائیل کے قائم ہونے سے پہلے سے تھا۔ تو وہ مسلمان جو فلسطین میں رہتے تھے کیا وہ اسرائیل کے قیام کے بعد اسرائیل کو چھوڑ کر بھاگ آئے ہیں۔؟ وہاں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ہیں ان کا کوئی نام نہیں لیتا ہمارے جو چار آدمی ہیں ان کا نام لیتے ہیں کہ وہاں کیوں بیٹھے ہیں۔

سوال۔ ایک سوال میں آپ سے اور کرنا چاہوں گا کہ آپ نے ائرفورس سے ریٹائرمنٹ کے بعد Human Rights کو Join کیا۔ یہ دونوں پروفیشنز مختلف ہیں۔ اس شعبے میں آپ نے اپنے آپ کو کیسے ایڈجسٹ کیا ہے؟

جواب۔ جی ہاں بہت سے لوگ اس بات کو عجیب خیال کرتے ہیں میرے نزدیک تو یہ کوئی اتنی عجیب بات نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ دونوں شعبوں کے مزاج میں ذرا فرق ہے۔ دیکھئے! فوج میں بھی ایک قانون اور ضابطہ ہوتا ہے۔ آپ اس کی پوری پابندی کرتے ہیں۔ جنگ ہوتی ہے ٹھیک ہے اس میں آپ کو پوری اجازت ہوتی ہے کہ آپ دشمن کو ماریں۔ لیکن آپ کو یہ اجازت نہیں ہے کہ دشمن کے قیدیوں کو آپ قتل کر دیں اس میں بھی ایک قانون اور ضابطہ ہوتا ہے جو کہ internationally accepted ہے اور آپ اس میں رہتے ہیں اور Peacetime (امن کے زمانے) میں ہر فوج کا اپنا اپنا دستور اور ضابطہ ہوتا ہے اور آپ ضابطے کے مطابق رہتے ہیں۔ ٹھیک ہے عام شہری ضابطوں سے یہ ذرا سخت ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ ان کا ماحول اور ہے اور ان کا کام اور ہے ان کو اپنی جان کی قربانی بھی دینی پڑتی ہے اس لئے ان کا ڈسپلن جو ہے وہ عام لوگوں سے بہت بلند ہونا چاہئے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے جو انسانی حقوق ہیں وہ بالکل نظرانداز ہو جاتے ہیں ہرگز نہیں۔ ان کے بال بچے بھی ویسے ہی بڑے ہوتے ہیں اور ان کو بھی وہی سہولتیں میسر ہوتی ہیں بلکہ ان کو خود بھی زندگی کی تمام سہولتیں مہیا ہیں بلکہ ہمارے فوجیوں کے بچوں کو تو تعلیم کی زیادہ بہتر سہولتیں مہیا ہیں علاج معالجے کی بہتر سہولتیں مہیا ہیں اس طرح ان کے بھی بنیادی انسانی حقوق کی اپنے حلقے میں اور اپنے قوانین کے مطابق نگہداشت ہوتی ہے۔ دیکھئے انسانی حقوق کا مطلب یہ ہے کہ انسانوں میں کوئی تفریق نہیں ہونی چاہئے۔ ہر آدمی ہر لحاظ سے برابر ہے بنیادی بات یہ ہے اب اس کی آگے بہت سی تشریحات ہیں اور شقیں ہیں لیکن اصل بنیادی بات یہ ہے کہ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ سب انسان ہیں قطع نظر اس کے کہ ہمارا رنگ کیسا ہے، ہم کہاں پیدا ہوئے، ہمارا دین کیا ہے، مذہب کیا ہے عورت ہے یا مرد ہر ایک کے بنیادی انسانی حقوق برابر ہیں۔ اور اس میں کوئی تنگ نظری موجود نہیں۔ خاص طور پر اقلیتوں کا جہاں پہ سوال پیدا ہو جائے اور یہ تو ہمارے دین اور مذہب کا بھی حصہ ہے کہ ان کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے ان کو یہ احساس نہ ہو کہ ہم سے کوئی ناروا سلوک ہوتا ہے یا ہم اس معاشرے کے برابر کے فرد نہیں ہیں۔ یہ ہرگز نہیں ہونا چاہئے میں نے کسی کتاب میں پڑھا اور مجھے یہ بات بہت اچھی لگی کہ اصل میں تہذیب کا جو Touch Stone (اصلی معیار) ہے وہ یہ ہے کہ کوئی معاشرہ کمزور طبقوں کے ساتھ ان لوگوں کے ساتھ جو کہ Handicapped یعنی معذور ہیں کسی بھی لحاظ سے خواہ دماغی لحاظ سے یا جسمانی لحاظ سے ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے۔ اصل Touch Stone تہذیب کا یہ ہے۔ جس میں ان لوگوں کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہو گا وہ اتنا ہی زیادہ تہذیب یافتہ معاشرہ کہلائے گا ہمارے ہاں یہ کام نہیں کیا جاتا۔ عام طور پر ہم سمجھتے ہیں کہ (اس میں استثنا بھی ہے) کہ اقلیتوں کو تو دبا ہی دینا چاہئے۔ یہ کیوں بولتے ہیں ملک تو ہمارا ہے۔ یہ کون ہوتے ہیں اور اگر ان کو ہماری بات پسند نہیں تو کہیں اور چلے جائیں۔ اس طرح کا Attitude بعض لوگوں میں ہے جو کہ بالکل غلط بات ہے اور دوسری بات آپ نے دیکھی ہو گی کہ جو معذور لوگ ہیں جن کی ذہنی یا جسمانی استعداد کسی لحاظ سے کم ہے۔ ہمارے معاشرے میں ان کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ مثلاً اب ہم یہاں تھرڈ فلور پہ بیٹھے ہیں (مکرم چوہدری صاحب کا دفتر بلڈنگ کی تیسری منزل پہ ہے) فرض کیجیے کہ اگر آپ چل پھر نہ سکتے اور اور اگر آپ ویل چیئر پر ہوتے تو آپ یہاں نہیں آ سکتے تھے۔ یہاں کوئی لفٹ کا انتظام نہیں ہے تو اتنی سیڑھیاں چڑھ کے آپ کیسے آتے؟ کون اٹھا کر لاتا۔ آپ بس میں سوار نہ ہو سکتے۔ اگر کوئی لنگڑا لولا ہے تو یہ کام نہیں کر سکتا۔ تو ایسا کیوں ہے؟ اس میں اس بیچارے کا کیا قصور ہے۔ ہمارا معاشرہ اس طرف توجہ کیوں نہیں دیتا۔ دنیا میں بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں غسلخانے تک ایسے ڈیزائن کے بنائے گئے ہیں کہ معذور لوگ بھی وہاں جا سکتے ہیں۔ بسیں ایسے ڈیزائن کی ہیں جن میں وہیل چیئر اندر جا سکتی ہے۔ بلڈنگز ایسے تیار کی گئی ہیں کہ اوپر کی منزل تک لوگ جا سکتے ہیں۔ تو معذروں کے لئے یہ خاص مراعات ہونی چاہئیں اور ایک حد تک اقلیتوں کی بھی یہی حیثیت ہے ان کے لئے بھی خاص مراعات ہونی چاہئیں۔ لیکن ہمارے ہاں اس طرف توجہ نہیں ہے جیسے میں نے کہا کہ تہذیب کی ایک بہت بڑی نشانی یہ ہے کہ کوئی قوم یا ملک اپنے ایسے لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔

سوال۔ نوجوانوں کے لئے آپ کیا پیغام دیں گے؟

جواب۔ میرا مقام کوئی ایسا تو نہیں کہ میں کوئی پیغام دوں۔ میں صرف یہی کہوں گا کہ اگرچہ ہمیں فوری طور پر نظر نہیں آتا کہ یہ جو ظلم ہو رہا ہے یہ بند ہو جائے گا۔ لیکن تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ کوئی ظلم بہت زیادہ لمبا عرصہ نہیں چلتا۔ کچھ واقعات تاریخ میں ایسے بھی ہوئے ہیں کہ ظلم کافی دیر تک چلا لیکن بالآخر ظلم کو شکست ہوتی ہے اور جو راستی اور سچائی ہے اس کی فتح ہوتی ہے۔ ہمیں بددل نہیں ہونا چاہئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مشکلات بہت ہیں۔ لیکن اگر آپ اصرار کرتے ہیں کہ میں نوجوانوں کے لئے کچھ کہوں تو میں یہ کہوں گا کہ ہمیں تعلیم کی طرف بہت زیادہ زور دینا چاہئے۔ کیونکہ تعلیم کا کوئی بدل نہیں ہے۔ تعلیم بہت ضروری ہے اور خاص طور پر آج کے دور میں دنیا جس تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ نئی نئی چیزیں آ رہی ہیں۔ ہمیں ہر شعبے میں بالکل صف اول میں ہونا چاہئے کیونکہ تعلیم ایک بنیاد ہے پھر آدمی عملی زندگی میں جس شعبے میں بھی جائے اس سے فائدہ ہو گا۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب تو فوت ہو گئے۔ ہمیں فخر ہے کہ وہ احمدی تھے اور انہوں نے نوبل پرائز لیا اور وہ ملک کے سب سے بڑے سائنس دان تھے بلکہ اس صدی کے سب سے بڑے سائنس دانوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ لیکن ہمیں بہت سے عبدالسلام پیدا کرنے چاہئیں سو میں سمجھتا ہوں۔ ہمیں تعلیم پر بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

OOO

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کموڈور (ریٹائرڈ) محمد سلیم احمد ستارہ امتیاز (ملٹری)

اللہ تعالیٰ کے احسانات

جب انسان اللہ تعالیٰ کے احسانات پر غور کرتا ہے تو اس کا سر شکر کے جذبات سے جھک جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی اتنی بڑی ہے کہ ہم اس کا احاطہ تو کیا صحیح تصور بھی قائم نہیں کرسکتے۔ جب ہم دنیاوی افسران جیسے گورنر یا پریذیڈنٹ کا سوچتے ہیں تو ان تک رسائی بڑی مشکل سے میسر آتی ہے۔ تعلقات نکالے جاتے ہیں سفارشیں کروائی جاتی ہیں اور کثیر رقم خرچ کر کے چند منٹ کی ملاقات نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور مافیہا کا بادشاہ ہے جو صرف کن فیکون کہہ کر جو چاہے کر ڈالتا ہے۔ اس کے قریب جانے کے لئے صرف نیکی نیتی اور سچی لگن ہونی چاہئے۔ جب دنیا سے انسان دلبرداشتہ ہو کر اپنے رب کے سامنے انکساری سے کھڑا ہوتا ہے اور سجدوں میں آنکھوں کا پانی بہا کر اپنی روح کو آستانہ الٰہی پر نچھاور کر دیتا ہے تو اللہ اسے اپنی محبت کی چادر میں ڈھانپ لیتا ہے۔ ہم اس کی طرف ایک قدم بڑھتے ہیں تو وہ ہمارے قریب دس قدم آجاتا ہے۔ ہم تیزی سے اس کی طرف چلتے ہیں وہ دوڑ کر ہماری طرف آتا ہے۔ ہم اس کو دل کی گہرائی سے پکارتے ہیں تو وہ ہماری اضطراب والی آواز کا جواب دیتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہوتا اس میں بھی قصور ہمارا ہی ہوتا ہے۔ ہم کھڑے تو اس کے سامنے ہوتے ہیں مگر دل دنیا میں لگا ہوتا ہے۔ مشکل کشا سے دعا مانگتے ہیں مگر خیال کسی افسر سے سفارش کروانے کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ کو فرمایا "جے توں میرا ہو جاویں سب جگ تیرا ہو" یعنی جو اس کے نہیں ہوتے دنیا ہماری تابع کیسے ہوسکتی ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کے ان گنت فضلوں کے بارہ میں سوچتا ہوں جو اس نے مجھ پر کئے ہیں اس طرح کئی راتیں گزر جاتی ہیں اور ابھی حرف اول ہی ہوتا ہے۔ میں اکثر اپنی پیدائش کے بارہ میں سوچتا ہوں ہماری حویلی پٹیالہ میں ایسی جگہ تھی جہاں اس کے چاروں طرف سکھوں، ہندوؤں کے گھر تھے۔ ہماری حویلی میں بھی سوائے دادا جان شیخ بابو کرم الٰہی پٹیالوی رفیق حضرت بانی سلسلہ اور شیخ محمد افضل نانا جان کے باقی سب غیر احمدی تھے۔ میرا احمدی گھرانے میں پیدا ہونا محض فضل ایزدی تھا۔ میں جتنا بھی اس پر شکر کروں کم ہے۔ ایک گز بھی ادھر ادھر ہو جاتا تو ہندو، سکھ ہو جاتا۔

پھر پڑھائی میں مجھے علی گڑھ جانا پڑا۔ جہاں بی۔ ایس سی کرنے کے بعد انجنیئرنگ کے دوسرے سال میں تھا کہ پاکستان بن گیا۔ ہم سب نقل مکانی کر کے لاہور آگئے۔ والد صاحب نے مشکلات کے دور میں مزید انجنیئرنگ کی تعلیم کا مشورہ نہ دیا۔ میں نے نیوی کی ایجوکیشن برانچ میں کمیشن لے لیا۔ اب یہاں بھی اللہ کا فضل شامل حال رہا۔ میں نے کبھی احمدیت کو نہیں چھپایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے انگلستان میں امریکہ میں کورس دلوائے اور میں چارٹرڈ انجنیئرنگ پاس کر کے انگلینڈ سے انجنیئر بن گیا۔ کموڈور ہو کر ریٹائرڈ ہوا۔ میرے کوئی ہم عصر ایسا نہ کر سکے۔ یہ صرف اللہ کا رحم اور احمدیت کی برکات تھیں۔

میری شادی کے بیس سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ باوجود انگلینڈ، امریکہ اور پاکستان میں علاج کے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی اور ایک بیٹا عطا کیا۔ مجھے توفیق عطا کی کہ بیٹے کو وقف نو میں شامل کر سکوں۔

انسان صرف اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم اور فضل کے تلے ہی زندگی آرام اور کامیابی سے گزار سکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ ہم اپنے نفس کو خود آرام نہ پہنچائیں بلکہ اللہ کے راستہ میں فنا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ خود پیار سے سکون اور آرام عطا کرتا ہے میں یہاں اپنی زندگی میں کئے گئے بعض اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر کروں گا۔ اس کا مقصد خدانخواستہ برتری ظاہر کرنا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا اظہار ہے۔

میں واہ فیکٹری میں لیفٹیننٹ کمانڈر کے طور پر نوکری کر رہا تھا۔ وہاں احمدیوں کی کوئی بیت الذکر نہ تھی اور نہ ہی باوجود کوشش کے زمین اس کے لئے دی جاتی تھی۔ یہ حضرت امام الثانی کا زمانہ تھا۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ تھے۔ آپ واہ کینٹ تشریف لائے۔ آپ نے بیت الذکر کی ضرورت اور اس جہت میں کی گئی کوششوں کی تفصیل سن کر ایک بیت الذکر کمیٹی تشکیل دی۔ اس کے ممبران امرا واہ کینٹ اور پنڈی اور مربی صاحب پنڈی تھے۔ خاکسار کو اس کا پریذیڈنٹ مقرر فرمایا بہت کوشش کی مگر ہمیں زمین نہ مل سکی۔ یہ مارشل لاء کا زمانہ تھا۔

اسی سال سردی کے موسم میں مجھے رات کے دس بجے جنرل نے اپنے گھر بلایا۔ میں بہت ڈرا کیونکہ میں کھلی دعوت الی اللہ کرتا تھا بہرحال استغفار پڑھتے ان کی کوٹھی پہنچا۔ جنرل صاحب ڈرائنگ روم میں میرا انتظار کر رہے تھے۔ جنرل صاحب کی بیگم راجہ بازار میں سرکاری کار میں جا رہی تھیں۔ فوجی ڈرائیور کار چلا رہا تھا۔ ایک آدمی آگے آگیا اور مر گیا۔ جرنیل صاحب پریشان تھے کیونکہ ان کی بیگم جو بہت خدا ترس خاتون تھیں اپنے آپ کو اس کا موجب سمجھتی تھیں۔ جرنیل صاحب نے مجھے ڈرائیور کے کورٹ مارشل میں ڈیفنڈنگ افسر لگوایا۔ اور کہنے لگے تم اس کو بچالو۔ میں تمہیں کمانڈر پروموٹ کروادوں گا۔ میرے منہ سے بے ساختہ نکلا "جنرل صاحب کمانڈر تو مجھے میرا خدا بنائے گا۔ آپ میرا کام جو واہ کا ہے اور آپ کر سکتے ہیں کر دیں۔ "کہنے لگے بتلاؤ۔ میں ابھی کر دیتا ہوں" میں نے کہا "سر پہلے مجھے اپنا کام کرنے دیں میں پھر آپ سے عرض کروں گا" کہنے لگے "تم ڈرائیور کو بچالو۔ جو کہو گے کردوں گا" میں نے کہا "بچانے والا اور سزا دینے والا تو خدا ہے۔ میں پوری کوشش کروں گا اور چونکہ آپ نے میرا کام جو دراصل اللہ کا کام ہے کرنے کا وعدہ کیا ہے آپ کا ڈرائیور بری ہو جائے گا"۔

میں نے بڑی محنت سے کیس لڑا۔ ایکسیڈنٹ کی جگہ کی فوٹو لیں۔ چارٹ تیار کئے اور ثابت کروایا کہ وہ شخص روزہ سے تھا اور اس کے گاؤں کو جانے والی آخری بس چھوٹ رہی تھی۔ وہ بھاگ کر سڑک کراس کر رہا تھا کہ جنرل صاحب کی گاڑی آگئی۔ ڈرائیور نے پورے بریک لگائے۔ گاڑی روکی مگر وہ نہ بچ سکا۔ ہسپتال فوراً لیجایا گیا مگر نہ بچ سکا۔ اللہ کے فضل سے ڈرائیور بے قصور قرار دیا جانے کے بعد بری ہو گیا میں نے اس کو پروموٹ بھی کروادیا۔

جرنیل صاحب اور ان کی بیگم مٹھائی لے کر میرے گھر آئے اور کہنے لگے صبح میرے دفتر آؤ میں ایڈمرل سے تمہاری سفارش کروں گا میں نے کہا "سر آپ نے تو ایک دوسرا کام کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے" کہنے لگے خیر آؤ جو ہو سکے گا کروں گا۔

میں دوسرے دن گیا اور احمدیہ بیت الذکر کی زمین کا معاملہ پیش کیا۔ کہنے لگے "تمہیں زمین کیوں نہیں ملتی" میں نے عرض کیا "یہ تو آپ کے افسران جانتے ہوں گے۔ کوئی وجہ تو معلوم نہیں ہوئی۔ جب چرچ اور امام باڑے کے لئے زمین دی جاسکتی ہے تو احمدیہ بیت کے لئے کیوں نہیں۔"

انہوں نے اسٹیٹ افسر صاحب کو فائل لانے کو کہا جب وہ فائل پڑھ لی تو مجھے دیتے ہوئے کہا کہ ایک اور عرضی لکھو۔ اور بتلاؤ کتنی زمین چاہئے۔ میں نے کہا کہ چھ ایکڑ کافی رہے گی۔ اسی وقت جماعت احمدیہ واہ کے لئے چھ ایکڑ زمین مل گئی۔ سنگ بنیاد رکھنے کے لئے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب تشریف لائے۔ ایک چادر لی گئی اس پر پتھر رکھا گیا اور چادر کو حضرت صاحب نے امرا پنڈی اور واہ مربی اور خاکسار نے اٹھایا۔ اس طرح احمدیہ بیت الذکر واہ کی تعمیر شروع ہوئی۔ ہم باقاعدہ وقار عمل مناتے تھے۔ ہر ہفتہ اور اتوار کو واہ میں چھٹی ہوتی تھی اور گارا مٹی ڈھوتے۔ میں نئی فوکس ویگن امریکہ سے لایا تھا اس کی سیٹیں نکال کر سیمنٹ کی بوریاں لاتے۔ میرا کمانڈنگ افسر متعصب شخص تھا۔ اس نے میرے کام کرنے اور کار چلانے کی فوٹوئیں لیں اور میری اے سی آر میں لکھا کہ یہ شخص افسر ہونے کے لائق نہیں۔ یہ کلرکوں مزدوروں کے ساتھ کام کرتا ہے اور اپنی کار میں سیمنٹ لاد کر لاتا ہے۔ مجھے اس بات کا علم جب ہوا جب ایک فل کرنل جو حیدر آباد دکن کے تھے ایک GHQ کی پارٹی میں مجھے ملے۔ انہوں نے بلایا "جب تمہاری رپورٹ میرے پاس آئی تو میں نے لکھا کہ میں ایسے ادارے کا افسر اعلیٰ ہونے پر فخر کرتا ہوں جہاں سلیم جیسے میجر کام کرتے ہیں۔ میں نے کرنل کے 56 نمبر کاٹ کے تمہیں 100 میں سے 98 دیئے اور فوری پروموشن کے لئے سفارش کردی"

انہی دنوں میرے ساتھ ایک اور واقعہ پیش آیا۔ میں نے یہ کار بیچنے کے لئے پنڈی میں ایک بروکر کو دی۔ اس نے کاغذات دیکھ کر کہا کہ آپ کی کار 65 کا ماڈل ہے مگر جسٹریشن کے وقت 64 لکھ دیا گیا۔ اگر آپ اسے ٹھیک کر دیں تو آپ کو دو ہزار روپے زائد مل جائیں گے۔ میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا مگر اس نے یہ خود کر دیا اور کار بیچ دی۔ یہ غلطی جواب فراڈ بن گئی تھی۔ رجسٹریشن آفس میں پکڑی گئی اور مجھے بڑا کرخت خط لکھ کر بلایا گیا میں دو دن رات اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگتا رہا۔ میں نے سوموار کو اس دفتر جانا تھا۔ اتوار کی صبح سے پہلے کی عبادت میں رو دھو کر سویا تو ایک خواب دیکھا۔ پیر کو جب میں گیا تو تمام واقعات خواب کی طرح پیش آئے۔ ان کی مہر اور دستخط کی وجہ سے کار دو ہزار زائد نہیں بلکہ چار ہزار زائد میں فروخت ہوئی۔

اس وقت اللہ کے فضل سے واہ کینٹ میں چھوٹی سی خوبصورت بیت الذکر ہے جہاں سب عبادات پڑھی جاتی ہیں اور چھ ایکڑ زمین میں درخت اور پودے عمدہ نظارہ پیش کرتے ہیں۔

یہ تو چند واقعات ہیں ہر سچے احمدی کی زندگی میں ہزاروں ایسے واقعات بھرے ہوتے ہیں۔ دراصل قصور ہمارا ہے۔ اگر ہم صحیح احمدی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ تو وہی ہے جو ہمیشہ سے اپنے بندوں کی مدد کرتا آیا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

"کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو"

ہم اپنے گند دھو ڈالیں۔ نیک اور صاف بن جائیں پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ اللہ کے فضل اور نصرت کے طفیل جب ہم چاہیں گے دھوپ نکلے گی اور جب چاہیں گے بارش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کی توفیق دے اور ہم صحیح معنوں میں احمدی بن جائیں تاکہ ساری دنیا دین میں فوجوں کی شکل میں داخل ہو جائے۔

○○○

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں۔

"اپنے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو یا کسی عہدیدار کے خلاف شکوہ ہو۔ وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے ہمیشہ کے لئے اس سے زخمی ہو جائیں گے۔ آپ تو شکوہ کرنے کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن آپ کے بچے گہرا زخم محسوس کریں گے۔ یہ ایسا زخم ہوا کرتا ہے کہ جس کو لگتا ہے اس کو کم لگتا ہے۔ جو قریب کا دیکھنے والا ہے اس کو زیاد لگتا ہے۔ اس لئے اگر وہ لوگ جو نظام جماعت پر تبصرے کرنے میں بے احتیاطی کرتے ہیں ان کی اولادوں کو کم و بیش ضرور نقصان پہنچتا ہے اور بعض ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جاتی ہیں۔ واقفین بچوں کو نہ صرف اس لحاظ سے بتانا چاہئے بلکہ یہ بھی سمجھانا چاہئے کہ اگر تمہیں کسی سے شکایت ہے خواہ تمہاری توقعات اس کے متعلق کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہوں، اس کے نتیجہ میں تمہیں اپنے نفس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے"۔

(از خطبہ 10- جنوری 1989ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

ماحولیاتی آلودگی اور جاپان

جاپان کے وزیر اعظم نے اس عالمی تجویز پر نکتہ چینی کی ہے جس میں جاپان سمیت ترقی یافتہ ملکوں سے کہا گیا ہے کہ وہ 2010ء تک ماحولیاتی آلودگی پیدا کرنے والی گیسوں کی پیداوار میں 20% کمی کر دیں۔ جاپان کے وزیر اعظم نے کہا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی متحدہ اصول طے کرنا غلط ہے بلکہ اس سلسلے میں مختلف ملکوں کا ہدف الگ الگ مقرر کیا جائے۔

ایک طرف دنیا ماحولیاتی آلودگی کی وجہ سے عالمگیر سطح پر مشکلات کا شکار ہے اور اس آلودگی کی وجہ سے وزون کی حفاظتی تہہ میں شگاف پیدا ہو چکے ہیں اور اس کے مضر اثرات ساری دنیا پر پڑ رہے ہیں اور اگر اس شگاف کو پر نہ کیا جا سکا یا یہ شگاف بڑا ہو گیا تو دنیا کئی ہولناک بیماریوں کا شکار ہو جائے گی۔

دنیا کو آلودگی کا تحفہ دینے کے ذمہ دار بڑے بڑے صنعتی ممالک ہیں جو دنیا بھر میں اپنی مصنوعات فروخت کرتے ہیں مگر اپنی مصنوعات کی تیاری میں ایسے فضلے، گیس اور بائی پراڈکٹ دنیا میں پھیلا دیتے ہیں جس سے عالم انسانیت کو ہولناک خطرات درپیش ہیں۔ اس وقت دنیا میں آلودگی کا ایک بہت بڑا سبب ریفریجریٹروں کی تیاری میں استعمال ہونے والی گیسیں ہیں۔ اور دنیا بھر میں الیکٹرونکس کا سامان سب سے زیادہ تیار کرنے والا ملک جاپان ہے۔ جس نے دنیا بھر میں اپنے جدید ترین ریفریجریٹر تیار کر کے پھیلا دیئے ہیں اور اس کی یہ انڈسٹری بڑی ترقی پر ہے اور یورپ کی انڈسٹری کو مات دے رہی ہے بلکہ دے چکی ہے۔ اب جب جاپان سے کہا جاتا ہے کہ وہ ایسی گیسوں کی تیاری میں کمی کر دے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ ریفریجریٹروں کی تیاری میں کمی کر دے یعنی اپنے منافع میں کمی کر دے یہ بات جاپان کو ناگوار گذری ہے۔ کیونکہ اگر ریفریجریٹروں کی تیاری بھی جاری رکھے اور گیسوں کی مقدار میں کمی کر دے تو اس پر بھاری اخراجات اٹھتے ہیں جس سے قیمتیں اتنی بڑھ جائیں گی کہ اس کا مال عالمی منڈیوں میں فروخت نہ ہو سکے گا۔ اس لئے اپنے کاروبار کو بچانے کے لئے جاپانی اور دنیا کے بڑے بڑے صنعتی ممالک دنیا میں ماحولیاتی آلودگی پھیلانے کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اور عالم انسانیت کو لاحق خطرات کی طرف سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔

OOO

عراق کو انتباہ

عراق پر 1990ء سے اقتصادی اور اسلحہ سازی ختم کرنے کی پابندیاں عائد ہیں۔ اس کی ساری اسلحہ ساز صنعتیں ختم کی جا چکی ہیں۔ مگر اب بھی امریکہ اور برطانیہ اقوام متحدہ کو اپنے ساتھ ملا کر عراق کے خلاف اقدامات کرتے رہتے ہیں۔

گذشتہ دنوں اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے ایک قرارداد پر بحث کی جس کی تحت عراق کو کہا گیا ہے کہ اگر اس نے اقوام متحدہ کے انسپکٹروں سے اسلحہ ساز فیکٹریوں کے معائنے کے بارے میں تعاون نہ کیا تو اس کے خلاف فضائی سفر کی پابندیاں بھی عائد کر دی جائیں گی۔ سلامتی کونسل میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ امریکہ اور برطانیہ کو عراق کے خلاف قرارداد منظور کرنے میں متفقہ ووٹ حاصل نہیں ہوئے۔ اگرچہ قرارداد کے حق میں 10 ووٹ آئے مگر روس اور چین نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔ عراق کے حق میں ابھی بھی کھل کر آواز بلند نہیں کی گئی۔ تاہم یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ روس اور چین نے عراق کی تائید کی ہے۔ اگرچہ یہ تائید ایسی کھلم کھلا اور فیصلہ کن نہیں ہے جس سے سلامتی کونسل کی عراق کے خلاف قرارداد کو منظوری سے روکا جا سکتا۔ تاہم امید ہے کہ جلد یہ ممالک عراق کے حق میں زیادہ موثر اور دوٹوک آواز بلند کریں گے تاکہ عراق کی مشکلات میں کمی ہو سکے۔

OOO

الجزائر میں بلدیاتی انتخابات

الجزائر میں بلدیاتی انتخابات میں حکمران سیاسی پارٹی نے اکثریت حاصل کر لی ہے۔ حکمران جماعت نے 50 فیصد ووٹ حاصل کئے جبکہ 66 فیصد ووٹ ڈالے گئے چونکہ ملک میں قتل و غارت گری کے ہنگامے جاری ہیں اس لئے اس موقعہ پر بڑے سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے۔

حالیہ انتخابات میں حکمران جماعت کی یہ کامیابی بلاشبہ اس کی بڑی فتح ہے۔ اور اس بات کا اظہار کرتی ہے کہ عوام حالیہ ہنگاموں سے بیزار ہیں اور حالیہ ہنگاموں میں حکومت کو ذمہ دار قرار نہیں دیتے۔ اسلامی نجات محاذ جس پر ملک میں قتل و غارت گری کی ذمہ داری عائد کی جاتی ہے اس پر پابندی عائد کی جا چکی ہے۔ لیکن اس سے قتل غارت گری میں کمی نہ آئی تھی۔ اب انتخابات کے بعد شاید اس صورت حال کی اصلاح کی جا سکے۔

ارجنٹائن میں انتخابات

لاطینی امریکہ کے ملک ارجنٹائن عام انتخابات میں حکمران پارٹی کو شکست ہو گئی ہے۔ صدر کارلوس نے اپنی شکست تسلیم کر لی ہے۔ حکمران پارٹی کی مخالفت میں ایک نیا سنٹر لیفٹ اتحاد وجود میں آیا تھا جس نے 51% اور حکمران پارٹی نے 35 فیصد ووٹ حاصل کئے ہیں۔ 10 سال میں پہلی بار حکمران پارٹی کو شکست ہوئی ہے۔

انتخابات سے پہلے رائے عامہ کے جائزے لئے گئے تھے ان کی بناء پر پہلے ہی حکومت مخالف اتحاد کی کامیابیوں کی پیشن گوئی کر دی گئی تھی جو درست ثابت ہوئی ہے۔

OOO

لوکل انجمن احمدیہ کے تحت ربوہ میں ایک سکیم

مکرم صدر صاحب عمومی لوکل انجمن احمدیہ نے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی تحریک تلاوت کلام الٰہی کے بارے میں ربوہ میں جو منصوبہ بنایا ہے وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے درست تلفظ کے ساتھ کلام الٰہی پڑھانے کی قرات کلاسز کے گذشتہ دو سال میں چھ مراحل مکمل ہو چکے ہیں۔ ان مراحل میں تقریباً پانچ سو اساتذہ تیار کئے گئے جبکہ محلوں و حلقہ جات میں چار ہزار سے زائد افراد کو درست تلفظ کے ساتھ کلام الٰہی پڑھانے کی کلاسز سے فیض یاب کرنے کی سعی کی گئی۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ ربوہ (مقامی) کی کوشش سے سینکڑوں خواتین اور چھوٹے بچے درست تلفظ کے ساتھ کلام الٰہی پڑھنے کے قابل ہو چکے ہیں۔ اس لحاظ سے ہر محلہ اور حلقہ کے تقریباً ہر گھر میں کم از کم ایک فرد نے کلام الٰہی درست تلفظ کے ساتھ پڑھنے کی سعادت حاصل کر لی ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے باقاعدگی کے ساتھ تلاوت کلام الٰہی کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ حضرت صاحب نے خطبہ جمعہ مورخہ 7- جولائی 1997ء کو ارشاد فرمایا۔

"ہماری نسلوں کو اگر سنبھالنا ہے تو (کلام الٰہی) نے سنبھالنا ہے"

"میں چاہتا ہوں کہ اس صدی سے پہلے پہلے ہر گھر (عبادت گذاروں) سے بھر جائے۔ اور ہر گھر میں روزانہ تلاوت (کلام الٰہی) ہو۔ کوئی بچہ نہ ہو جسے تلاوت کی عادت نہ ہو۔ اس کو کہیں تم ناشتہ چھوڑ دیا کرو مگر سکول سے پہلے تلاوت ضرور کرنی ہے۔ اور تلاوت کے وقت کچھ ترجمہ ضرور پڑھو۔ خالی تلاوت نہ کرو۔ (کلام الٰہی) کے ترجمے کے ساتھ پڑھنے کی طرف ساری جماعت کو متوجہ ہونا چاہئے۔ کوئی بھی ایسا نہ ہو جس کے پاس سوائے اس کے کہ (احکام الٰہی کا) عذر ہو جو روزانہ کلام الٰہی کی تلاوت سے محروم رہے۔ تمام بچوں کو اس کی عادت ڈالیں"۔

حضرت صاحب کے ارشادات کی روشنی میں پہلے تو انتظامی سطح پر ایک لائحہ عمل اور چند اقدامات تجویز کئے گئے پھر صدر صاحبان محلہ و حلقہ جات کے ساتھ مورخہ 2- اکتوبر 1997ء اور زعیم صاحب اعلیٰ انصار اللہ ربوہ و مہتمم صاحب مقامی خدام الاحمدیہ کے ساتھ باہمی مشورہ و تبادلہ خیال کے بعد درج ذیل اقدامات منظور کئے گئے۔

ربوہ کے تمام افراد نئے عزم اور تسلسل کے ساتھ فجر کے بعد کلام الٰہی کی تلاوت کو یقینی بنائیں۔ اس پر عمل درآمد کے لئے ہر گھر کے سربراہ سے لے کر محلہ کی انتظامیہ تک سب انتہائی ذمہ داری اور مستعدی کے ساتھ فعال کردار ادا کرنے کی ہر ممکن سعی کریں۔

تلاوت کلام الٰہی کو معمر افراد، نوجوانوں، بچوں اور خواتین یعنی ہر سطح پر تسلسل اور استقامت کے ساتھ جاری رکھنے کی غرض سے راہنمائی اور رابطے کے لئے درج ذیل طریق کار اپنایا جا رہا ہے۔

نگران کمیٹی محلّہ ہر محلہ کی سطح پر ایک کمیٹی قائم کی جائے گی جس میں کلام الٰہی سے خصوصی شغف رکھنے والے نمائندگان مقرر کئے جائیں۔ اس کمیٹی میں انصار، خدام اور خواتین کی نمائندگی کے علاوہ اطفال اور ناصرات کے لئے دو نمائندگان شامل کئے جائیں تاکہ اس عمر کے بچوں میں تلاوت کا شعور خصوصیت سے بیدار کیا جائے۔ کمیٹی کے صدر متعلقہ سیکرٹری ہوں گے۔ اس کمیٹی میں زعیم صاحب انصار اللہ اور زعیم صاحب خدام الاحمدیہ کی شمولیت زیادہ مفید ہو گی۔

نگران کمیٹی کے فرائض درج ذیل ہوں گے۔

الف۔ ہر گھر میں تلاوت کلام الٰہی کو یقینی بنایا جائے جس میں تمام اہل خانہ شامل ہوں۔

ب۔ ہر گھر میں تلاوت کلام الٰہی کی باقاعدگی کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھنے کے لئے کسی ایک فرد کو ذمہ داری سونپی جائے جو اپنے گھر میں تلاوت کروانے کا فرض ادا کرے اور نگران کمیٹی کو اس بارہ میں ہفتہ وار رپورٹ دے۔

ج۔ نگران کمیٹی تلاوت کلام الٰہی میں شامل ہونے والوں کا ہفتہ وار جائزہ لے اور جہاں کمی نظر آئے اسے دور کرنے کی کوشش کرے۔

د۔ نگران کمیٹی ہر ماہ ایک مختصر رپورٹ مرتب کرے جس پر محلّہ کی مجلس عاملہ غور کرے اور ایسے اقدامات کا جائزہ لے جن سے نگران کمیٹی کی معاونت ہو سکے۔

ڈ۔ صدر صاحب محلّہ مجلس عاملہ میں جائزہ کے بعد نگران کمیٹی کی رپورٹ دفتر صدر عمومی میں بھجوا دیں۔

محلّہ و حلقہ جات میں تلاوت کلام الٰہی کا جائزہ لینے کے لئے دفتر صدر عمومی میں ایک کمیٹی مقرر کی جا رہی ہے۔ اس کمیٹی میں درج ذیل احباب ہوں گے۔

۱۔ نائب صدر عمومی صاحب۔ صدر

۲۔ مکرم حافظ برہان محمد صاحب۔ سیکرٹری

۳۔ مکرم منتظم تعلیم کلام الٰہی۔ ممبر نمائندہ انصار اللہ مقامی

۴۔ مکرم ناظم صاحب تعلیم خدام الاحمدیہ مقامی۔ ممبر نمائندہ خدام الاحمدیہ مقامی

۵۔ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مقامی۔ ممبر نمائندہ لجنہ اماء اللہ

۶۔ مکرم انعام الرحمان صاحب۔ ممبر

۷۔ مکرم امین الرحمان صاحب۔ ممبر

اس کمیٹی کا کام محلّہ و حلقہ جات کی نگران کمیٹیوں کی کارکردگی کا جائزہ لینا اور ان کی راہنمائی کرنا ہے۔

مکتوف لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ کمیٹی ذیلی تنظیموں یعنی انصار اللہ مقامی' خدام الاحمدیہ مقامی اور لجنہ اماء اللہ مقامی سے رابطہ اور ان کے تعاون سے تلاوت کلام الٰہی کو ہر گھر کے فرد کے لئے یقینی بنانے کے اقدامات کرے گی۔

ماہانہ میٹنگ میں محلہ و حلقہ جات کی رپورٹس کا جائزہ لے کر ان کی معاونت کے لئے ذرائع اور طریق اختیار کرے گی۔

ایسے احباب جو ناخواندہ ہوں ان کے لئے محلہ و حلقہ کی بیوت الذکر میں تلاوت کا انتظام کیا جائے۔ ان احباب کو فجر کے معابعد تربیت یافتہ اساتذہ کرام کی زیر نگرانی تلاوت کروائی جائے۔ ابتدا میں اساتذہ کرام کے ساتھ تلاوت کروائی جائے اور ان کا ترجمہ بھی سنایا جائے۔ اس کے ساتھ قاعدہ سے چھوٹے چھوٹے اسباق بھی دئے جائیں جس سے بالآخر یہ احباب از خود تلاوت کلام الٰہی کے قابل ہو جائیں گے۔

○○○

دواں مقرر تھے۔ آپ ایک خوش طبع شاعر تھے مگر کم کہتے تھے اور کم چھپتے تھے۔ آپ ایک فدائی' خدا رسیدہ اور مخلص وجود تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

○○○

اعلان داخلہ

○ انسٹی ٹیوٹ آف کاسٹ اینڈ مینیجمنٹ اکاؤنٹنٹس آف پاکستان نے اپنے پروگرام میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ تعلیمی قابلیت میں کم از کم گریجوایٹ ہونا لازمی ہے۔ داخلہ فارم مختلف سنٹرز سے دستیاب ہیں۔ داخلہ سے قبل انٹری ٹیسٹ کلیئر کرنا لازمی ہے۔ جس کی فیس مبلغ 600 روپے ہے۔ داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 23- نومبر 97ء ہے۔

○ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے مندرجہ ذیل 2 پروگرام میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ (ا) MBA (۲) M.Sc. کمپیوٹر سائنس

MBA میں داخلہ کے لئے کم از کم گریجوایٹ ہونا ضروری ہے۔ اور M.Sc. کمپیوٹر سائنس میں داخلہ کیلئے B.Sc./B.Com. انجینئرنگ / B.Sc./B.A میں کم از کم ان میں سے ایک مضمون پڑھا ہو۔ (میتھ جنرل۔ میتھ A اور B' شماریات' اکنامکس' فزکس)

MBA میں داخلہ ٹیسٹ کلیئر کرنا لازمی ہو گا۔ داخلہ فارم وغیرہ حبیب بنک لمیٹڈ یونیورسٹی برانچ سے 65 روپے کے عوض دستیاب ہیں۔ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 6- نومبر 97ء ہے۔

○ یونیورسٹی آف کراچی نے سائنس' آرٹس اور اسلامک Learning فیکلٹی میں داخلہ کے لئے ماسٹرز پروگرام کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ داخلہ فارم NBP کی مختلف شاخوں سے دستیاب ہیں جن کی تفصیل 26 اکتوبر 97ء کے ڈان میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ پبلک ایڈمنسٹریشن' سپیشل ایجوکیشن' بایو ٹیکنالوجی' فزیکل ایجوکیشن' کمپیوٹر سائنس' اپلائیڈ فزکس' وومن سٹڈیز کے شعبہ جات علیحدہ اپنے پروگراموں کا اعلان کریں گے۔ دیگر پروگرام کے لئے داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 10- نومبر 97ء ہے۔

(نظارت تعلیم)

تحریک جدید کا سال اختتام پذیر ہو رہا ہے

عہدیداران سے ضروری گذارش

○ تحریک جدید کا سال نمبر 63 اختتام پذیر ہو رہا ہے جماعتوں کے عہدیداران سے گذارش ہے کہ اس ماہ میں چندہ تحریک جدید کی وصولی سو فیصد کر کے نئے سال کی تیاری کریں جملہ ذیلی تنظیموں سے مدد لیکر کام کیا جائے۔ جن کے ذمہ بقایا ہے ان کی فہرستیں تیار کر لی جائیں۔ اور وصولی کے لئے مناسب تعداد میں محصلین مقرر کر کے گھر گھر جا کر چندہ تحریک جدید کی وصولی کریں۔ جمع شدہ چندہ تحریک جدید اولین فرصت میں مرکز میں بھجوانے کا اہتمام کریں۔

وکیل المال

بقیہ صفحہ 1

نے ایک بیٹا' کیپٹن (ر) ماجد احمد خان اور دو صاجزادیاں محترمہ امتہ الکبیر لبنیٰ صاحبہ بیگم مکرم میر سید قمر سلیمان احمد صاحب نائب وکیل وقف نو' محترمہ امتہ النصیر صاحبہ بیگم مکرم میر سید طاہر احمد صاحب نائب ناظر تعلیم عطا فرمائیں۔

محترم بریگیڈیئر صاحب نہایت سلجھے ہوئے اور گہرے علمی ذوق کے مالک تھے۔ نہایت روا

کفالت یتامیٰ

اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو جذب کرنے کا ایک یقینی ذریعہ

ا۔ جنوری 1991ء میں ہماری پیارے آقا نے جوبلی منصوبہ کے تحت کفالت یتامیٰ کی ایک نہایت مبارک تحریک جاری فرمائی جس میں مخلصین نے نہایت بشاشت کے ساتھ حصہ لیا اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے 258 گھرانوں کے 923 مستحق یتامیٰ کی بطریق احسن کفالت کی جا رہی ہے۔

اس مبارک تحریک میں کوئی بھی دوست حسب حیثیت رقم مقرر کر کے کسی بھی وقت شامل ہو سکتے ہیں۔ اس وقت مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے چار صد روپے سے ایک ہزار روپے تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں اور اپنی رقوم "امانت کفالت یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کرانا شروع کر دیں۔

یاد رہے کہ یتامیٰ کی کفالت کرنے والوں کے لئے بروز قیامت عظیم الشان شفاعت کی خوش خبری دی گئی ہے۔

اب جبکہ اس مبارک تحریک میں آغاز سے حصہ لینے والے مخلصین کے اسماء گرامی مستقل طور پر محفوظ کئے جا رہے ہیں سب احباب جماعت کے لئے یہ ایک اچھا موقع ہے کہ۔

(ا) اگر وہ اس مبارک تحریک کی ابتداء سے حصہ نہیں لے سکے تھے اور بعد میں کسی وقت اس کی طرف توجہ یا توفیق ہوئی تو ایسے احباب کے لئے اب بھی گنجائش موجود ہے کہ وہ تحریک کے آغاز جنوری 1991ء سے قربانی کرنے والوں میں شامل ہو سکتے ہیں اور جتنا عرصہ جنوری 1991ء سے بنے اس کی ادائیگی یکمشت کر سکتے ہیں تاکہ اس تحریک کے آغاز سے قربانی کرنے والوں کے گروہ میں شامل ہو سکیں۔

(ب) جو دوست ابھی تک اس تحریک میں شمولیت کی سعادت نہیں پا سکے ان سے اولاً گزارش ہے کہ اس نیک اور بابرکت تحریک میں اپنی حیثیت کے مطابق شرکت فرماویں۔ نیز یہ کہ ایسے نئے شامل ہونے والے احباب کے لئے بھی جنوری 1991ء سے اپنی قربانی کا آغاز کرنے کی گنجائش موجود ہے تاکہ وہ بھی ابتداء سے ہی اجر کے مستحق ٹھہریں۔

ج۔ نیز احباب کی آگاہی کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے ایسے احباب کو بھی ادائیگی کی اجازت عطا فرمائی ہے جو گاہے گاہے کوئی رقم مقرر کئے بغیر کچھ نہ کچھ اس مد "کفالت یکصد یتامیٰ" میں مقامی انتظام جماعت کے ذریعہ حسب منشاء جمع کرانا چاہتے ہیں۔

مستحق یتامیٰ یا ان کے ورثا توجہ فرماویں

حضرت صاحب کے ارشاد کے ماتحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش' تعلیم' اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے۔

امراء اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے خاندانوں کی نشان دہی کر کے یتامیٰ کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا ان کی مدد کا مستقل انتظام کیا جا سکے۔

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالصدر امانت ربوہ)

For Genuine TOYOTA Parts

AL-FURQAN MOTORS (PVT) Limited

Al-Furqan Motors (Pvt) Limited

Phone 021-7724606-7-9

47- TIBET CENTRE
M.A. JINNAH ROAD
KARACHI

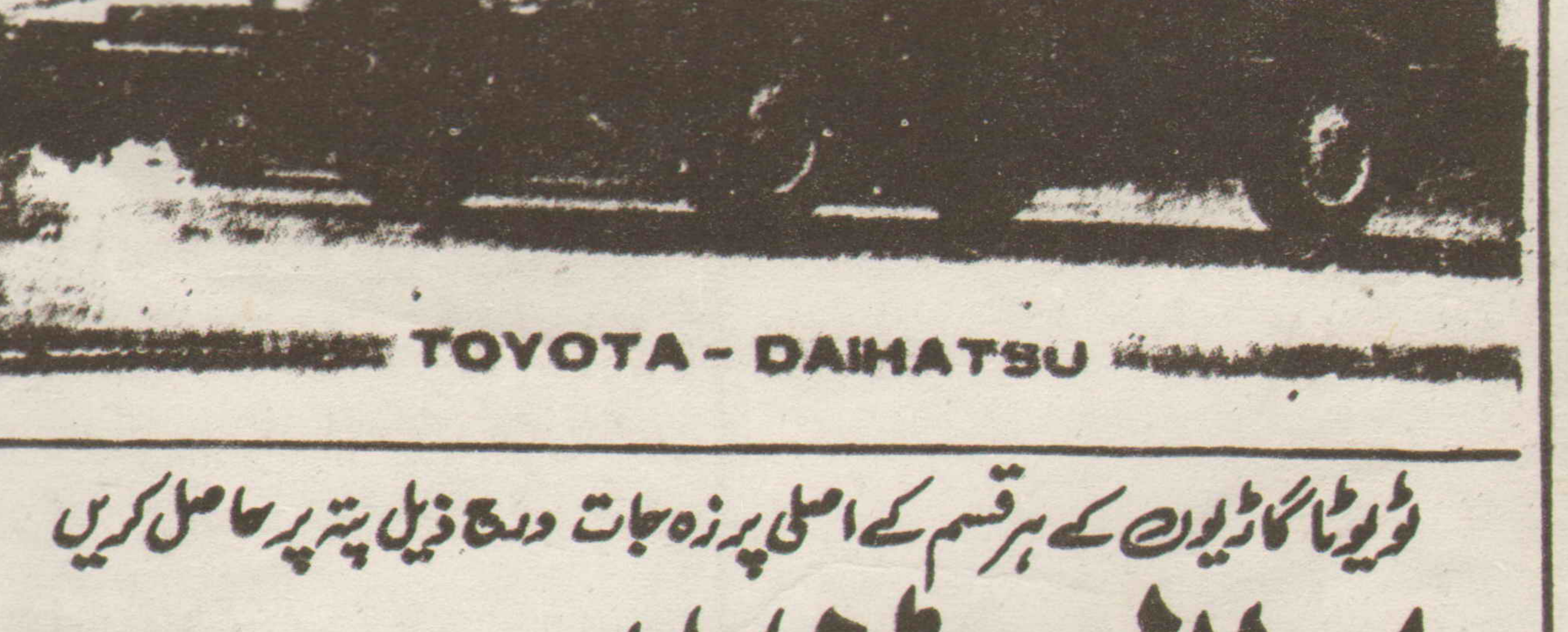

ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں

الفرقان موٹرز لمیٹڈ

47- تبت سنٹر ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر 3

فون: 021-7724606
7724607-7724609

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 29- اکتوبر- 1997ء
درجہ حرارت کم از کم 16 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 24 درجے سنٹی گریڈ

○ چیف جسٹس آف پاکستان سید سجاد علی شاہ نے چودھویں ترمیم کے خلاف درخواستوں کی سماعت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ چودھویں ترمیم کے تحت فیصلہ کن فورم پارلیمانی پارٹی ہے نہ کہ اسمبلی کا ایوان۔ دوسروں کا موقف سن کر ارکان اسمبلی اپنی رائے تبدیل کر سکتے ہیں۔ اٹارنی جنرل نے کہا کہ تمام سیاسی جماعتوں نے ترمیم کے حق میں ووٹ دیا تھا۔ جو ارکان اس ترمیم سے متاثر ہو سکتے ہیں انہوں نے اسے چیلنج نہیں کیا اس لئے یہ درخواست قابل سماعت نہیں۔ نواب زادہ نصراللہ خان کے وکیل افتخار گیلانی نے یہ موقف اختیار کیا کہ چودھویں ترمیم درحقیقت ہارس ٹریڈنگ کے خاتمہ یا سیاسی وفاداریاں تبدیل کرنے کے عمل کو روکنے کے لئے نہیں بلکہ درحقیقت یہ ترمیم اختلاف رائے کو روکنے کے لئے منظور کرائی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ترمیم غیر اسلامی بھی ہے اور آئین کے آرٹیکل (2) A سے بھی متصادم ہے۔ جو کہ ہر شہری کو اظہار رائے کا حق دیتی ہے۔

○ وزیراعظم محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ خطرے کی کوئی بات نہیں اللہ کا فضل ہے جمہوری ادارے اور پارلیمنٹ مستحکم ہے۔ اتنے بھاری مینڈیٹ کے بعد بھی اگر جمہوری ادارے مستحکم نہیں ہوں گے تو پھر کب ہوں گے۔ وزیراعظم نے وطن واپسی پر صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اڈنبرا اور لندن کا دورہ کامیاب رہا ہے۔ گجرال سے ملاقات مثبت رہی ہے مگر تنازعات کے حل کے لئے خارجہ سیکرٹریوں کے مذاکرات دوبارہ شروع کرنے پر اتفاق رائے ہو گیا ہے۔ تاریخ جلد طے کر لی جائے گی۔

○ لاہور میں پیپلز پارٹی کے جلوس پر پولیس نے زبردست آنسو گیس اور لاٹھی چارج کیا۔ معروف صحافی خاور ملک سمیت پیپلز پارٹی کے رہنما اور کارکن شدید زخمی ہو گئے۔ جبکہ متعدد خواتین اور مردوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ بڑھتی ہوئی دہشت گردی اور جسٹس (ر) عارف اقبال بھٹی کے قتل کے خلاف نکالے گئے جلوس کے شرکاء اور پولیس کے درمیان اسمبلی ہال کے قریب مڈبھیڑ ہوئی۔ ریلی کے قائدین میں حنیف رامے۔ شیخ رفیق احمد مشتاق اعوان بھی شامل تھے شاہراہ قائداعظم پر ٹریفک کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ عبدالقادر شاہین اور ضیاء بٹ بھی زخمی ہو گئے۔ جیالوں نے پولیس پر جوابی پتھراؤ کیا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو کے مزید سوئس اکاؤنٹس منجمد کر دیئے گئے ہیں۔ منجمد کرنے کا فیصلہ حکومت سوئٹزرلینڈ کے نامزد جج نے کیا ہے۔ سابق وزیراعظم بے نظیر بھٹو کو 25۔ اکتوبر تک اپیل کا حق دیا گیا تھا مگر انہوں نے اپیل نہیں کی تھی۔

○ کراچی سٹاک مارکیٹ کریش ہو گئی ہے جس سے 40 ارب روپے کا نقصان ہوا ہے۔ ہانگ کانگ اور ٹوکیو مارکیٹ کا بحران کراچی کو بھی لے ڈوبا ہے۔

○ صوبائی وزیر صحت و خوراک حافظ محمد اقبال خاکوانی کی صاحبزادی جسے پیر کی رات گلبرگ لاہور سے اغوا کر لیا گیا تھا کو گوجرانوالہ سے برآمد کر لیا گیا ہے۔ ٹیلی فون پر آبزرویشن لگنے کے بعد ایک پی سی او سے فون آیا تو قانون نافذ کرنے والے اداروں اور ایجنسیوں نے گوجرانوالہ اور مرید کے پر دھاوا بول دیا۔ پی سی او کے مالک سے تفتیش کے بعد پولیس ملزموں تک پہنچ گئی۔

○ اپوزیشن لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو قبرص روانہ ہو گئی ہیں جہاں وہ اسلام اور مغرب کے موضوع پر ایک سیمنار سے خطاب کریں گی۔ یہ سیمنار 30۔ اور 31۔ اکتوبر کو ہو گا۔ بے نظیر نے قومی اسمبلی کے اجلاس کے لئے ایک 7 رکنی سیاسی سیل قائم کر دیا ہے۔ سیاسی سیل پارلیمنٹ کے اندر اور باہر اتحادیوں اور سیاسی جماعتوں سے اشتراک و تعاون کرے گا۔ سیل کو حامد ناصر چٹھہ اور نواب زادہ نصراللہ سے رابطہ رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

○ سپریم کورٹ کے رجسٹرار محمد ذکاء اللہ نے کہا ہے کہ چیف جسٹس آف پاکستان نہ رخصت پر جا رہے ہیں نہ انہیں ایسی کوئی پیشکش حکومت نے کی ہے۔

○ عدلیہ نے فلور کراسنگ بل ختم کیا تو کئی جج ریٹائر کر دیئے جائیں گے۔ ریٹائرمنٹ کی عمر 65 سے 62 کر دی جائے گی۔ حکومت نے سپریم کورٹ کے متوقع سخت فیصلے کے خلاف جوابی حکمت عملی تیار کر لی ہے۔

○ سپیکر قومی اسمبلی الٰہی بخش سومرو نے کہا ہے کہ صدر کے خلاف مواخذہ کی تحریک نہیں لائی جا رہی۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے ایک خصوصی عدالت کا فیصلہ کالعدم کرتے ہوئے قتل کے ملزمان بری کر دیئے ہیں۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ملزمان اکبر وریام جاوید اکرم اور غلام حسین وغیرہ کو اشرف نامی نوجوان کو قتل کے الزام میں سزا ہوئی تھی۔

○ زیمبیا میں فوجی بغاوت ناکام بنا دی گئی ہے۔ اور باغی رہنما گرفتار کر لیا گیا ہے۔

○ حکومت سندھ نے وضاحت کی ہے کہ مرتضیٰ بھٹو قتل کیس حکومت نے نہیں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کراچی ساؤتھ نے ازخود کارروائی کر کے خصوصی عدالت میں منتقل کیا ہے۔

○ جماعت اسلامی نے عدلیہ کی آزادی کے لئے جلسے جلوسوں اور مظاہروں کا اعلان کر دیا ہے۔

○ سعودی عرب حکومت نے ایسے تارکین وطن کو جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ سعودی عرب میں غیر قانونی طور پر مقیم تھے انہیں قانونی طور پر رہنے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ فیصلہ انسانی ہمدردی کے تحت کیا گیا ہے۔

○ جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ فوج آئے گی نہ پارلیمنٹ کے اجلاس سے مسئلہ حل ہو گا۔ 50 برس سے ہمیں دھوکا دیا جا رہا ہے اب نہیں چلنے دیا جائے گا۔ ہم بابرکت اسلامی انقلاب لائیں گے۔

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری نے اسلامی ایوان صنعت و تجارت کی تقریب میں کہا ہے کہ پاکستان پر چائلڈ لیبر کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ ورلڈ ٹریڈ اتھارٹی اور عالمی ادارہ محنت کی بعض شقیں زبردستی تیسری دنیا پر نافذ کی جا رہی ہیں۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر الٰہی بخش سومرو کو دولت مشترکہ کے پارلیمانی گروپ برائے ایشیا کا چیئرمین منتخب کر لیا گیا ہے۔ جس کے ارکان میں پاکستان کے علاوہ بھارت، سری لنکا اور بنگلہ دیش شامل ہیں ان کا انتخاب سارک کانفرنس کے سپیکروں اور پارلیمنٹیرینز کی دوسری کانفرنس کے اختتامی سیشن میں کیا گیا۔ سپیکرز کانفرنس میں رکن ممالک پر زور دیا گیا ہے کہ ویزا کی پابندی نرم کی جائے۔ نیز یونیورسٹی طلباء میں رابطے اور صحافیوں کی کانفرنس پر رضامندی ظاہر کی گئی۔

○ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سینئر نائب صدر اور سابق وفاقی وزیر محمد اعجاز الحق نے کہا ہے کہ جمہوریت یا نواز شریف کو کچھ ہوا تو مشیروں کو گریبان سے پکڑیں گے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ نواز شریف کس کے مشورے پر کام کر رہے ہیں۔

○ لاہور سے سرگودھا جانے والی ٹرین چک جھمرہ کے قریب لوٹ لی گئی ہے۔ مسافروں کے بھیس میں ٹرین پر سوار پانچ ڈاکو اسلحہ کے زور پر مسافروں کو جان سے مار دینے کی دھمکیاں دے کر بھاری مالیت کی نقدی، طلائی زیورات اور دیگر قیمتی سامان لوٹ کر فرار ہو گئے۔

○ چنیوٹ میں ڈاکوؤں نے صراف کو گولی مار کر لاکھوں کا سونا لوٹ لیا ہے۔

○ پنجاب اسمبلی میں وقفہ سوالات کے دوران بتایا گیا کہ 1996ء میں قتل کے 4846، ڈکیتی کے 726، اور اجتماعی زیادتی کے 51 مقدمات درج ہوئے اغوا کے 5586 اور چوری کے 24996 واقعات ہوئے۔ قتل کیسوں میں 18780، افراد کو گرفتار کیا گیا۔ 914 کو سزا ہوئی۔ پنجاب کی 28 جیلوں میں 17281 قیدی رکھنے کی گنجائش ہے مگر وہاں 49031 قیدی ہیں۔

احمد نگر میں برلب سڑک واقع پلاٹ فروخت کرنا مقصود ہے۔ رقبہ 5 کنال 5 مرلے
رابطہ: تنویر احمد 26/2 دارالصدر شمالی ربوہ
فون 529

احمد ڈینٹل کلینک
دانتوں کا معائنہ مفت
ڈینٹسٹ رانا مدثر احمد
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ
4.30 تا 8.30 شام

خوشخبری
• نصرت جہاں اکیڈمی اور دوسرے تعلیمی اداروں کی یونیفارم جرسیاں
• طلباء کے علاوہ اب طالبات کا سکول یونیفارم بھی دستیاب ہے
• سکول یونیفارم کی پینٹوں کی قیمت میں خصوصی رعائت • سردیوں کے اونی ملبوسات
شہزادگار منٹس محسن بازار ربوہ
فون: 212039

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
40 گرام /30، 120 گرام /90، 200 گرام /150 روپے
اکسیر اولاد نرینہ (کورس) /250
• ہمدردانہ مشورہ
• کامیاب علاج
• مفید و مجرب ادویہ
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX: 534

فروخت وتبادلہ پلاٹس
سرگودھا شہر کے رہائشی و کمرشل پلاٹس کی فروخت جاری ہے۔ نیز متبادل راولپنڈی اسلام آباد و ربوہ کی سکنی۔ کمرشل اور زرعی زمین کی ضرورت ہے۔ خواہشمند احباب رابطہ کریں۔
سرگودھا: فخر سٹیٹ ایجنسی۔ فخر احمد
موبائل 0341-775609 / 212464
راولپنڈی اسلام آباد: لیڈرز۔ محمد احمد خان
Res: 593883 OFF: 552388
ربوہ: پولٹری ماسٹر خالد۔ زاہد OFF 213115